کیا رسول خدا (ص) اور حضرت علی (ع) شیعوں کی طرح وضو میں اپنے پیروں پر مسح کیا کرتے تھے؟

پیشکش

حق سربلند

مزید تحقیقات کے لیے فالو کریں ہمارا چینل

https://whatsapp.com/channel/۰۰۲۹VbBZkQrADTO۹tqp۵XV۱A/۳۳۳

اجمالی جواب ۳

تفصیلی جواب ۴

❖ مقدمہ: ۴

❖ رسول خدا (ص) کے وضو کرنے کا طریقہ: ۷

کتب اہل سنت کی صحیح روایات کے مطابق، رسول خدا، علی اور بعض دوسرے صحابہ شیعوں کی طرح وضو کیا کرتے تھے۔ ۸

❖ الف: رسول خدا (ص) کے وضو کے بارے میں بحث: ۸

❖ ۱— روایت امیر المؤمنین علی (ع): (سند صحیح) ۸

❖ کتاب مسند احمد کے محققین کا روایت کو صحیح قرار دینا: ۸

❖ ۲— روایت ابن عباس: (سند صحیح) ۹

❖ ۳— روایت رفاعہ بن رافع: (سند صحیح): ۱۰

❖ ۴— روایت عثمان: (با سند معتبر): ۱۱

❖ سند اول: ۱۱

❖ سند دوم: ۱۲

❖ سند سوم: ۱۳

❖ ب: امیر المؤمنین علی (ع) کے وضو کے بارے میں بحث: ۱۴

❖ ۱— روایت نزال بن سبرہ: (روایت صحیح) ۱۴

❖ ۲— روایت عبد خیر: ۱۶

❖ روایات معارض: ۱۷

❖ ج: وضو میں پیروں کو دھونے والی روایات کے بارے میں تحقیق و تنقید: ۱۷

❖ ۱— حضرت علی (ع) کے پاؤں دھونے والی روایات: ۱۷

❖ روایت اول: ابو حیہ سے نقل ہوئی ہے کہ: ۱۷

❖ روایت پر تنقید: ۱۸

❖ ابو اسحاق سبیعی: ۱۸

❖ روایت دوم: عبد خیر سے نقل ہوئی ہے: ۲۱

❖ روایت پر تنقید: ۲۲

❖ روایت سوم: امام حسین (ع) سے نقل ہوئی ہے: ۲۲

❖ روایت پر تنقید: ۲۳

❖ ۲—ابن عباس کا وضو میں پاؤں کا دھونا: ۲۴

❖ پہلا جواب: ۲۴

❖ دوسرا جواب: ۲۷

❖ ۳— عثمان کا وضو میں پاؤں کو دھونا: ۲۷

❖ روایت پر تنقید: ۲۸

❖ نتیجہ کلی: ۲۸

شیعیان اور اہل سنت کے درمیان اختلافی مسائل میں سے ایک مسئلہ وضو کرنے کی کیفیت کے بارے میں ہے، جیسے پیروں پر مسح کرنا یا انکو دھونے کے بارے میں ہے؟ رسول خدا (ص) اور علی (ع) شیعوں کی طرح وضو کیا کرتے تھے یا اہل سنت کی طرح؟ اس بارے میں اہل سنت کی صحیح روایات کے بارے میں بحث کر کے جواب کو واضح کریں۔

اجمالی جواب

قرآن میں وضو کی آیت نے بہت واضح طور پر وضو کے اعمال کو بیان کیا ہے کہ آیت کے مطابق چہرے اور ہاتھ دھویں جائیں گے اور سر اور پیروں کا مسح کیا جائے گا۔

اہل سنت کے بعض علمائ جیسے ابن حزم نے واضح کہاہے کہ ، قرآن نے مسح کرنے کا حکم دیا ہے اور وضو والی آیت کے ذیل میں بزرگ صحابہ جیسے علی (ع) اور ابن عباس وغیرہ کے وضو کے طریقے کو نقل کیا ہے کہ وہ وضو میں پیروں پر مسح کرنے کے قائل تھے۔

اہل سنت کی بعض کتب جیسے مسند احمد ابن حنبل، مصنف ابن بی شیبہ اور سنن ابن ماجہ وغیرہ کی صحیح روایات کی روشنی میں نقل ہوا ہے کہ رسول خدااور علی وضو کرتے وقت سر اور پیروں پر مسح کیا کرتے تھے، لہٰذا شیعیان کا وضو رسول خدااور علی کی سنت و سیرت کے مطابق ہے۔

اور وہ روایات کہ جو اس موضوع سے تعارض رکھتی ہیں، یا وہ سند کے لحاظ سے ضعیف ہیں، یا قرآن و صحیح روایات کے ساتھ تعارض رکھتی ہیں کہ اس صورت میں، یہ معارض روایات، صحیح روایات کے ساتھ مقابلہ کرنے کی قدرت اور طاقت نہیں رکھتیں۔اسکے علاوہ خود صحابہ کی عملی سیرت بھی ان معارض روایات کو باطل قرار دیتی ہے۔

تفصیلی جواب

مقدمہ:

وضو ایک اتنا مہم واجب عمل ہے کہ نماز جیسا واجب عمل بھی اس کے بغیر صحیح اور قابل قبول خداوند نہیں ہوتا۔خداوند نے قرآن میں وضو اور غسل کا طریقہ اس طرح بیان کیا ہے کہ :

يا أَيُّهَا الَّذينَ آمَنُوا إِذا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَ أَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرافِقِ وَامْسَحُوا بِرُؤُسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُباً فَاطَّهَّرُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضى؟ أَوْ عَلى؟ سَفَرٍ أَوْ جاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغائِطِ أَوْ لامَسْتُمُ النِّساءَ فَلَمْ تَجِدُوا ماءً فَتَيَمَّمُوا صَعيداً طَيِّباً فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَ أَيْديكُمْ مِنْهُ ما يُريدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلكِنْ يُريدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔

اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے چہروں اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھو لو! اور اپنے سر اور پیروں کا اٹھی ہوئی جگہ تک مسح کرو! اور جب تم جنابت کی حالت میں ہو تو اپنے آپ کو دھو لو (غسل کرو)! اور اگر تم بیمار یا مسافر میں ہو یا بیت الخلائ سے آئے ہو یا اپنی عورتوں سے مس کیا ہو اور پانی نہ ہو تو، پاک مٹی سے تیمّم کر لو، اور مٹی کو اپنی صورت اور ہاتھوں پر ملو، خداوند تمہارے لیے کوئی پریشانی اور مشکل ایجاد نہیں کرنا چاہتا بلکہ وہ تو تم کو پاک کرنا چاہتا ہے اور اپنی نعمتوں کو تم پر کامل کرنا چاہتا ہے کہ شاید تم شکر ادا کرنے والوں میں سے ہو جاؤ۔[1]

وضو کرنے کے طریقے کے بارے میں مسلمانوں کا آپس میں اختلاف ہے، کہ ایک اختلافی مسئلہ پیروں پر مسح کرنے یا ان کو دھونے کے بارے میں ہے۔

شیعوں کا عقیدہ اس آیت اور رسول خدا (ص) واہل بیت (ع) کی صحیح روایات کی روشنی میں، وضو میں پیروں پر مسح کرنا ہے، کیونکہ لفظ ارجلکم کا عامل فاغسلوا ہے اور لفظ وارجلکم، لفظ رؤسکم کے محل و مقام کہ منصوب ہے، عطف ہوا ہے، کہ اس صورت میں آیت کا معنی اسطرح ہو گا کہ:

اپنے سر اور پیروں کو مسح کرو اور نتیجے میں سر اور پیروں کا حکم، مسح کرنا ہو گا، نہ دھونا۔

اس کے علاوہ رسول خدا اور انکے اہل بیت سے نقل ہونے والی صحیح روایات کہ شیعہ نے نقل کیں ہیں، وہ بھی شیعہ کے عقیدے کی ہی تائید کرتی ہیں اور وہ روایات یہ بھی بیان کرتی ہیں کہ رسول خدا اور اہل بیت بھی اسی طریقے سے وضو کیا کرتے تھے۔

لہٰذا شیعوں کا وضو قرآن اور رسول خدا اور اہل بیت کی سنت کے مطابق ہے۔

کیا شیعہ روایات کے مطابق وضو کرتے وقت پیروں کو دھویا جاتا ہے یا ان پر مسح کیا جائے گا؟

لیکن بعض اہل سنت کا یہ اعتقاد ہے کہ پیروں کو وضو میں دھویا جاتا ہے۔

۱- سورہ مائدہ آیہ ٦۔

انکی اس بارے میں اصلی دلیل یہ ہے کہ وضو والی آیت میں لفظ و ارجلکم یہ لفظ فاغسلوا کا مفعول ہے کہ جو پہلے والے جملے میں آیا ہے، یعنی وہ ارجلکم کے عامل کو فاغسلوا کہتے ہیں، نہ و امسحوا کہ جو اسی جملے میں آیا ہے۔

ابن حزم اہل سنت کا مشہور عالم، وضو والی آیت سے غلط مطلب سمجھنے والوں کو جواب دیتا ہے کہ:

مَسْأَلَةٌ و أما قَوْلُنَا فی الرِّجْلَیْنِ فإن الْقُرْآنَ نَزَلَ بِالْمَسْحِ:

(وَ امْسَحُوا برؤوسکم ((برئوسکم)) وَأَرْجُلَكُمْ) وَ سَوَاءٌ قرِئَ (قرئ) بِخَفْضِ اللاَّمِ أو بِفَتْحِهَا ہِیَ علی کل حَالٍ عَطْفٌ علی الرؤوس (الرئوس) إمَّا علی اللَّفْظِ و إما علی الْمَوْضِعِ لاَ یَجُوزُ غَیْرُ ذلک لأنه لاَ یَجُوزُ أَنْ یُحَالَ بین الْمَعْطُوفِ وَ الْمَعْطُوفِ علیه بِقَضِیَّةٍ مُبْتَدَأَةٍ وَ ہَکَذَا جاءَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَزَلَ الْقُرْآنُ بِالْمَسْحِ یَعْنِی فی الرِّجْلَیْنِ فی الْوُضُوءِ۔

و قد قال بِالْمَسْحِ علی الرِّجْلَیْنِ جَمَاعَةٌ من السَّلَفِ منهم عَلِیُّ بن أبی طَالِبٍ و ابن عَبَّاسٍ وَ الْحَسَنُ وَ عِکْرِمَةُ وَ الشَّعْبِیُّ وَ جَمَاعَةٌ و غیرہم (غیرہم) و ہو قَوْلُ الطَّبَرِیِّ۔

ہمارا کلام پیروں کے بارے میں یہ ہے کہ قرآن میں پیروں کا مسح کرنا نازل ہوا ہے، یعنی قرآن کے مطابق وضو میں پیروں کو مسح کرنا چاہیے۔ لفظ ارجلکم کی لام چاہے اس کے نیچے زیر ہو (ارجِلِکم) اور چاہے اس پر زبر ہو (ارجلَکم)، ہر دو صورتوں میں اس کا عطف لفظ رؤوس پر ہوا ہے، اور یہ عطف یا خود ظاہری لفظ پر ہوا ہے یا لفظ کے محل و مقام پر ہوا ہے۔ اس کے علاوہ تیسرا فرض درست نہیں ہو گا، کیونکہ معطوف اور معطوف علیہ کے

درمیان ایک نئی واضافی چیز کا فاصلہ ہونا جائز نہیں ہے۔اور ابن عباس سے بھی نقل ہوا ہے کہ قرآن میں پیروں پر مسح کرنے کا حکم بیان ہوا ہے۔[1]

احمد ابن حنبل نے اس بارے میں اپنی کتاب میں نقل کیا ہے کہ :

رسول خدا (ص) کے وضو کرنے کا طریقہ:

عبد خیر نے حضرت علی (ع) سے نقل کیا ہے کہ : کہ ان حضرت نے فرمایا کہ :

کنت أری أن باطن القدمین أحق بالمسح من ظاهر هما حتی رأیت رسول الله ص یمسح ظاهر هما۔

میں خیال کرتا تھا کہ پیروں کے نیچے والے حصے پر مسح کرنا، یہ پیروں کے اوپر مسح کرنے سے زیادہ مناسب ہے، یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ رسول خدا ہر دو پیروں کے اوپر مسح کیا کرتے تھے۔[2]

بزرگان کا ایک گروہ جیسے علی بن ابی طالب (ع)، ابن عباس، حسن بصری، عکرمہ اور شعبی وغیرہ بھی وضو میں پیروں پر مسح کرنے کے قائل تھے اور یہ طبری کا قول ہے۔[3]

۱- الظاہری، علی بن أحمد بن سعید بن حزم أبو محمد (متوفی ۴۵۶ھ)، المحلی، ج ۲، ص ۵۶، تحقیق: لجنۃ إحیائ التراث العربی، دار النشر: دار الآفاق الجدیدۃ بیروت، الجامع الکبیر کی سی ڈی کے مطابق۔

۲- مسند أحمد بن حنبل، ج ا ص ۹۵۔

۳- الظاہری، علی بن أحمد بن سعید بن حزم أبو محمد (متوفی ۴۵۶ھ)، المحلی، ج ۲، ص ۵۶، تحقیق: لجنۃ إحیائ التراث العربی، دار النشر: دار الآفاق الجدیدۃ بیروت، الجامع الکبیر کی سی ڈی کے مطابق۔

کتب اہل سنت کی صحیح روایات کے مطابق، رسول خدا، علی اور بعض دوسرے صحابہ شیعوں کی طرح وضو کیا کرتے تھے۔

الف: رسول خدا (ص) کے وضو کے بارے میں بحث:

رسول خدا کے وضو کرنے کا طریقہ چند صحابہ کے ذریعے سے نقل ہوا ہے، ہم اختصار کی وجہ سے چند صحابہ کے اقوال کو نقل کرتے ہیں:

ا — روایت امیر المؤمنین علی (ع): (سند صحیح)

احمد بن حنبل نے اپنی کتاب مسند میں علی (ع) سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا (ص) وضو میں اپنے پیروں پر مسح کیا کرتے تھے:

حدثنا عبد اللَّهِ حدثنی أبی ثنا وَكِيعٌ ثنا الأَعْمَشُ عن أبی إِسْحَاقَ عن عبد خَيْرٍ عن عَلِيٍّ رضی الله عنه قال كنت أَرَى ان بَاطِنَ الْقَدَمَيْنِ أَحَقُّ بِالْمَسْحِ من ظَاهِرِهِمَا حتى رأيت رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه و سلم يَمْسَحُ ظَاهِرَهُمَا۔

عبد خیر نے علی سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ: میں خیال کرتا تھا کہ پیروں کے نیچے والے حصے پر مسح کرنا یہ پیروں کے اوپر مسح کرنے سے زیادہ مناسب ہے، یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ رسول خدا وضو میں ہر دو پیروں پر مسح کیا کرتے تھے۔[1]

کتاب مسند احمد کے محققین کا روایت کو صحیح قرار دینا:

کتاب مسند احمد کے محقق شعیب الارنؤط اور عادل مرشد نے کتاب کے حاشیے میں اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور انکی عبارت اسطرح ہے:

۱- الامام احمد بن حنبل، مسند أحمد بن حنبل، ج ۱، ص ۹۵، تحقیق: شعیب الارنوط — عادل مرشد، مؤسسة الرسالة۔

حديث صحيح بمجموع طرقه۔

یہ روایت اپنی تمام اسناد کے ساتھ صحیح ہے۔

کتاب مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ روایت اس طرح نقل ہوئی ہے کہ :

حدثنا وَكِيعٌ عَنِ الأَعْمَش عن أبي إِسْحَاقَ عن عبد خَيْرٍ عن عَلِيٍّ قال لو كان الدِّينُ بِرَأْيٍ كان بَاطِنُ الْقَدَمَيْنِ أَحَقَّ بِالْمَسْحِ على ظَاهِرِهِمَا وَلَكِنْ رَأَيْت رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه و سلم مَسَحَ ظَاهِرَهُمَا۔

علی (ع) نے فرمایا ہے کہ : اگر دین رائے اور مرضی کے ساتھ صحیح ہوتا تو پیروں کے نیچے والے حصے پر مسح کرنا، یہ پیروں کے اوپر والے حصے پر مسح کرنے سے زیادہ مناسب تھا، لیکن میں نے خود رسول خدا کو دیکھا تھا کہ وہ اپنے پیروں کے اوپر مسح کیا کرتے تھے۔[1]

۲ — روایت ابن عباس: (سند صحیح)

کتاب الفوائد کے مصنف نے ابن عباس سے رسول خدا (ص) کے وضو کو ایسے نقل کیا ہے کہ :

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ غَالِبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ: ثنا وَرْقَاءُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ بِوُضُوءِ النَّبِيِّ قَالَ: فَمَضْمَضَ مَرَّةً مَرَّةً، وَاسْتَنْشَقَ مَرَّةً مَرَّةً، وَغَسَلَ وَجْهَهُ مَرَّةً، وَيَدَيْهِ مَرَّةً، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَرِجْلَيْهِ۔

عطائ بن یسار نے نقل کیا ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ : کیا میں تمہارے لیے رسول خدا کے وضو کرنے کے طریقے کو بیان نہ کروں؟ ابن عباس نے کہا: رسول خدا دو مرتبہ پانی سے

۱- ابن أبي شيبة، عبد الله بن محمد، مصنف ابن أبي شيبة، ج ۱، ص ۲۵، تحقیق: حمد بن عبد الله الجمعة، محمد ابراهيم الحيدان، مكتبة الرشد۔

کلی کرتے تھے، دو مرتبہ پانی سے ناک کو دھوتے تھے، ایک مرتبہ چہرے اور ایک مرتبہ ہاتھوں کو دھوتے تھے، پھر سر اور پیروں کا مسح کیا کرتے تھے۔[1]

محققین نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

کتاب کے محقق نے حاشیے میں اس روایت کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

۳— روایت رفاعہ بن رافع: (سند صحیح):

ابن ماجہ کی نقل کے مطابق، رفاعہ ابن رافع نے بھی رسول خدا (ص) کے وضو کرنے کے طریقے کو نقل کیا ہے:

حدثنا محمد بن يحيى ثنا حَجَّاجٌ ثنا هَمَّامٌ ثنا إسحاق بن عبد اللَّهِ بن أبي طَلْحَةَ حدثني عَلِيُّ بن يحيى بن خَلَّادٍ عن أبيه عن عَمِّهِ رِفَاعَةَ بن رَافِعٍ أَنَّهُ كان جَالِسًا عِنْدَ النبي صلى الله عليه و سلم فقال إِنَّهَا لَا تَتِمُّ صَلَاةٌ لِأَحَدٍ حتى يُسْبِغَ الْوُضُوءَ كما أَمَرَهُ الله تَعَالَى يَغْسِلُ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إلى الْمِرْفَقَيْنِ وَيَمْسَحُ بِرَأْسِهِ وَرِجْلَيْهِ إلى الْكَعْبَيْنِ۔

یحییٰ ابن خلاد نے اپنے چچا رفاعہ سے نقل کیا ہے کہ وہ رسول خدا کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ (ص) نے فرمایا: کسی بندے کی بھی نماز اسوقت تک مکمل اور صحیح نہیں ہے کہ جب تک خداوند کے حکم کے مطابق اعمال وضو کو انجام نہ دے، اپنے چہرے کو دھوئے اور اپنے ہاتھوں کو بھی کہنیوں تک دھوئے اور پھر اپنے سر اور پیروں کا اٹھی ہوئی جگہ تک مسح کرے۔[2]

۱۔ الشافعي، محمد بن عبد الله بن إبراهيم (متوفى ۳۵۴ھ)، كتاب الفوائد (الغيلانيات)، ج ۴، ص ۳۶۴، تحقيق: حلمي كامل أسعد عبد الهادي، دار النشر: دار ابن الجوزي السعودية، الرياض، الطبعة: الأولى ۱۴۱۷ھ — ۱۹۹۷م۔

۲۔ القزويني، محمد بن يزيد أبو عبدالله (الوفاة: ۲۷۵ق) سنن ابن ماجه، ج ۱، ص ۲۹۱، تحقيق: شعيب الارنوط، عادل مرشد، محمد كامل، مؤسسة الرسالہ۔

روایت کو صحیح قرار دینا:

اس کتاب کے محقق شعیب الارنؤط نے حاشیے میں، اس روایت کی سند کو صحیح قرار دیا ہے:

اسنادہ صحیح۔

البانی نے بھی کتاب سنن ابن ماجہ پر لگائے ہوئے اپنے حاشیے میں، اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

ابو داود نے بھی اپنی کتاب سنن میں اس روایت کو نقل کیا ہے، اور اسی کتاب کے محقق نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

اور البانی نے بھی کتاب سنن ابن داود پر لگائے ہوئے اپنے حاشیے میں، اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

دارمی نے بھی اپنی کتاب میں اس روایت کو ذکر کیا ہے اور کتاب کے محقق نے اس روایت کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

۴—روایت عثمان: (با سند معتبر):

عثمان نے بھی رسول خدا (ص) کے وضو کرنے کے طریقے کو نقل کیا ہے اور اس نے بھی وضاحت کی ہے کہ وہ وضو میں اپنے پیروں پر مسح کیا کرتے تھے۔ یہ روایت چند اسناد کے ساتھ نقل ہوئی ہے:

سند اول:

یہ روایت مسند احمد ابن حنبل میں معتبر سند کے ساتھ، اسطرح آئی ہے کہ:

حدثنا عبد اللَّهِ حدثنی أبي ثنا بن الأشجعی ثنا أبي عن سُفْيَانَ عن سَالِمٍ أبي النَّضْرِ عن بُسْرِ بن سَعِيدٍ قال أتى عُثْمَانُ الْمَقَاعِدَ فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَتَمَضْمَضَ وَ اسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلاَثاً وَيَدَيْهِ ثَلاَثاً ثَلاَثاً ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَ رِجْلَيْهِ ثَلاَثاً ثَلاَثاً ثُمَّ قال رأيت رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه و سلم هَكَذَا يَتَوَضَّأُ يا هَؤُلاَءِ أَكَذَاكَ قالوا نعم لِنَفَرٍ من أَصْحَابِ رسول اللَّهِ صلى الله عليه و سلم عِنْدَهُ۔

بسر بن سعید نے کہا ہے کہ: عثمان وضو کرنے کی جگہ پر بیٹھا اور کہا کہ میرے لیے پانی لے کر آؤ تاکہ میں وضو کر سکوں۔ پھر اس نے کلی کی اور پھر ناک میں پانی ڈالا، اسکے بعد اس نے تین مرتبہ چہرے اور ہاتھوں کو دھویا، پھر اس نے اپنے سر اور پیروں کا تین مرتبہ مسح کیا۔ اس کے بعد کہا: میں نے رسول خدا کو دیکھا تھا کہ وہ بھی اسی طرح وضو کیا کرتے تھے۔ اے لوگو، کیا رسول خدا کا وضو اسی طرح تھا؟ سب نے کہا: ہاں، عثمان نے اس بات کو رسول خدا کے ان صحابہ سے کہا تھا کہ جو اس وقت اس کے پاس موجود تھے۔[1]

اس کتاب کے محقق نے حاشیے میں اس روایت کی سند کو حسن کہا ہے:

اسناده حسن۔

سند دوم:

حمران بن ابان سے سند معتبر کے ساتھ نقل ہوا ہے کہ عثمان اپنے پیروں کا مسح کیا کرتا تھا اور خود بھی واضح طور پر کہتا تھا کہ رسول خدا (ص) بھی اسی طرح وضو کیا کرتے تھے:

حدثنا محمد بن بِشْرٍ قال حدثنا سَعِيدُ بن أَبِي عَرُوبَةَ عن قَتَادَةَ عن مُسْلِمِ بن يَسَارٍ عن حُمْرَانَ قال دَعَا عُثْمَانَ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ ضَحِكَ فقال ألا تَسْأَلُونِي مِمَّا أَضْحَكُ قالوا يا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ما اضحكك قال رَأَيْت رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه و سلم تَوَضَّأَ كما تَوَضَّأْت فَمَضْمَضَ وَ اسْتَنْشَقَ وَ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلاَثًا وَ يَدَيْهِ ثَلاَثًا وَ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَ ظَهْرِ قَدَمَيْهِ۔

عثمان نے کہا کہ میں نے رسول خدا کو دیکھا تھا کہ وہ بھی وضو کرتے وقت اپنے سر اور پیروں کا مسح کیا کرتے تھے۔[2]

۱۔ الامام احمد بن حنبل، مسند أحمد بن حنبل، ج ۱، ص ۵۲۳، تحقیق: شعیب الارنوط — عادل مرشد، مؤسسة الرسالة۔

۲۔ مصنف ابن أبي شيبة، ج ۱، ص ۱۶۔

یہ روایت مسند احمد ابن حنبل اور مسند بزار میں بھی نقل ہوئی ہے۔[1]

ہیثمی اہل سنت کا علم رجال کا عالم ہے، اس نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ:

رواه البزار و رجاله رجال الصحيح و هو في الصحيح باختصار۔

اس روایت کو بزار نے نقل کیا ہے اور اسکی سند کے سارے راوی، صحیح ہیں۔[2]

سیوطی نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ:

حم، و البزار حل، ع، و صحّح۔

اس روایت کو احمد ابن حنبل، بزار، ابو نعیم نے حلیۃ الاولیائ اور ابو یعلی نے نقل کیا ہے اور روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔[3]

سند سوم:

ابن خزیمہ نے بھی شقیق بن سلمہ سے عثمان کی روایت کو نقل کیا ہے کہ اس نے اپنے پیروں کا مسح کیا اور کہا کہ رسول خدا (ص) بھی اسی طرح وضو کیا کرتے تھے:

أخبرنا أبو طاهر نا أبو بكر نا يعقوب بن إبراهيم الدورقي حدثنا خلف بن الوليد حدثنا إسرائيل عن عامر بن شقيق عن شقيق بن سلمة عن عثمان بن عفان أنه توضأ فغسل وجهه ثلاثا و استنشق ثلاثا و مضمض ثلاثا و

۱- الشیبانی، ابو عبد اللہ أحمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)، مسند أحمد بن حنبل، ج ۱، ص ۵۸، ناشر: مؤسسۃ قرطبۃ مصر؛ البزار، ابو بکر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق (متوفی ۲۹۲ھ)، البحر الزخار (مسند البزار) ج ۲، ص ۴۷، تحقیق: د. محفوظ الرحمٰن زین اللہ، ناشر: مؤسسۃ علوم القرآن، مکتبۃ العلوم والحکم — بیروت، المدینۃ الطبعۃ: الأولی، ۱۴۰۹ھ۔

۲- مجمع الزوائد، ج ۱، ص ۲۲۹۔

۳- السیوطی، جلال الدین أبو الفضل عبد الرحمٰن بن أبی بکر (متوفی ۹۱۱ھ)، جامع الاحادیث (الجامع الصغیر وزوائدہ والجامع الکبیر)، ج ۱۵، ص ۱۹۷، الجامع الکبیر کی سی ڈی کے مطابق۔

مسح برأسه و أذنيه ظاهرهما و باطنهما و رجليه ثلاثا و خلل لحيته و أصابع الرجلين و قال هكذا رأيت رسول الله صلى الله عليه و سلم يتوضأ۔

شقیق بن سلمہ نے نقل کیا ہے کہ عثمان بن عفان نے وضو کیا، اس نے تین مرتبہ کلی کی، تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا اور تین مرتبہ اپنے چہرے کو پانی سے دھویا، پھر سر، ہر دو کان کے اندر و باہر سے اور پیروں کا تین مرتبہ مسح کیا، پھر کہا کہ میں نے رسول خدا کو بھی اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا تھا۔[1]

یہ روایت سند کے لحاظ سے صحیح ہے اور ابن خزیمہ کی کتاب صحیح میں بھی نقل ہوئی ہے۔[2]

یہاں تک بعض صحابہ کی گواہی سے ثابت ہو گیا کہ رسول خدا وضو کرتے وقت اپنے پیروں کا مسح کیا کرتے تھے۔ اگرچہ اس بارے میں روایات بہت زیادہ ہیں، لیکن ہم فقط اتنی ہی روایات کے ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

ب: امیر المؤمنین علی (ع) کے وضو کے بارے میں بحث:

امیر المؤمنین ان اصحاب میں سے ہیں کہ جن کا عمل، سیرت اور سنت، شیعہ اور اہل سنت ہر دو کے لیے حجت ہے۔ علی بھی رسول خدا کی طرح وضو کرتے وقت اپنے پیروں کا مسح کیا کرتے تھے۔

۱۔ روایت نزال بن سبرہ: (روایت صحیح)

احمد بن حنبل نے اپنی کتاب مسند میں وہ روایت کہ جو علی (ع) کے وضو کو بیان کرتی ہے، کو ایسے ذکر کیا ہے کہ:

۱۔ ابن خزیمة السلمی النیسابوری، أبو بکر محمد بن إسحاق بن خزیمة (متوفی ۳۱۱ھ)، صحیح ابن خزیمة، ج ۱، ص ۷۸، تحقیق: د. محمد مصطفى الأعظمی، ناشر: المکتب الإسلامی — بیروت ۱۳۹۰ھ - ۱۹۷۰م۔

۲۔ صحیح ابن خزیمة، ج ۱، ص ۳۔

حدثنا عبد اللَّهِ حدثني أبو خَيْثَمَةَ وثنا إِسْحَاقُ بن إِسْمَاعِيلَ قالا ثنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ عن عبد الْمَلِكِ بن مَيْسَرَةَ عَنِ النَّزَّالِ بن سَبْرَةَ قال صَلَّيْنَا مع علي رضي الله عنه الظُّهْرَ فَانْطَلَقَ إلى مَجْلِسٍ له يَجْلِسُهُ في الرَّحَبَةِ فَقَعَدَ وَ قَعَدْنَا حَوْلَهُ ثم حَضَرَتِ الْعَصْرُ فَأُتِيَ بِإِنَاءٍ فَأَخَذَ منه كَفًّا فَتَمَضْمَضَ وَ اسْتَنْشَقَ وَ مَسَحَ بِوَجْهِهِ وَ ذِرَاعَيْهِ وَ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَ مَسَحَ بِرِجْلَيْهِ۔

نزال بن سبرہ نے کہا ہے کہ میں نے نماز ظہر علی کے ساتھ پڑھی، وہ حضرت میدان کوفہ میں اپنی جگہ پر گئے اور ہم بھی ان کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے، یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ ان کے لیے وضو کرنے کا پانی لایا گیا، انھوں نے تھوڑا پانی لے کر پہلے کلی کی، اور پھر اپنی ناک میں پانی ڈالا، پھر اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا اور آخر میں سر اور پیروں کا بھی مسح کیا۔[1]

کتاب کے محقق نے اس روایت کی سند کو صحیح کہا ہے اور کتاب کے حاشیے میں واضح کہا ہے کہ:

اسناده صحيح۔

طیالسی نے بھی اسی روایت کو تھوڑے فرق کے ساتھ اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ:

حدثنا أبو داود قال حدثنا شعبة قال أخبرني عبد الملك بن ميسرة قال سمعت النزال بن سبرة يقول صلى علي الظهر في الرحبة ثم جلس في حوائج الناس حتى حضرت العصر ثم أتي بكوز من ماء فصب منه كفا فغسل وجهه و يديه و مسح على رأسه و رجليه۔

نزال بن سبرہ نے کہا ہے کہ: علی نے کوفہ کے میدان میں نماز ظہر پڑھی اور پھر لوگوں کی مشکلات کو حل کرنے کے لیے ادھر ہی بیٹھ گئے، یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا،

[1]۔ مسند أحمد بن حنبل، ج۱، ص۱۵۹۔

پھر ایک کوزے میں وضو کے لیے پانی لایا گیا۔ انھوں نے تھوڑے پانی سے اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھویا اور پھر سر اور پیروں کا مسح کیا۔[۱]

محقق کتاب محمد بن عبد المحسن ترکی نے روایت کی سند کو صحیح کہا ہے اور لکھا ہے کہ :

حدیث صحیح، اخرجه احمد و۔

۲ــ روایت عبد خیر:

طحاوی کی نقل کے مطابق، علی (ع) کے ایک صحابی عبد خیر نے کہا ہے کہ وہ وضو کرتے وقت اپنے پیروں پر مسح کیا کرتے تھے :

حدثنا أبو أُمَيَّةَ قال ثنا محمد بن الأَصْبَهَانِيّ قال أنا شَرِيكٌ عن السُّدِّيِّ عن عبد خَيْرٍ عن عَلِيٍّ رضى الله عنه أَنَّهُ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ على ظَهْرِ الْقَدَمِ و قال لَوْلاَ أَنِّي رَأَيْت رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه و سلم فَعَلَهُ لَكَانَ بَاطِنُ الْقَدَمِ أَحَقَّ من ظَاهِرِهِ۔

عبد خیر بن یزید نے علی سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے وضو میں پیروں پر مسح کیا اور فرمایا کہ : اگر میں رسول خدا کو ایسا کرتے ہوئے نہ دیکھتا تو بے شک پیروں کے نیچے مسح کرنا، یہ پیروں کے اوپر مسح کرنے سے زیادہ مناسب تھا۔[۲]

جیسا کہ آپ نے دیکھا کہ اہل سنت کی صحیح روایات کے مطابق رسول خدا اور علی وضو کرتے وقت اپنے پیروں پر مسح کیا کرتے تھے، یعنی وہ اس حکم پر عمل کرتے تھے کہ جس کو اہل سنت کے بعض علمائ نے وضو والی آیت سے استنباط کیا ہے۔ شیعیان بھی قرآن اور رسول خدا (ص) اور علی (ع) کی پیروی کرتے ہوئے، وضو میں اپنے پیروں پر مسح کرتے ہیں اور پیروں کے دھونے کو جائز قرار نہیں دیتے۔

اب ہم وضو میں پیروں کو دھونے والی روایات کے بارے میں بحث کرتے ہیں :

---

[۱]۔ مسند الطیالسی، ج۱، ص ۲۲۔

[۲]۔ الطحاوی الحنفی، ابو جعفر أحمد بن محمد بن سلامۃ (متوفی۳۲۱ھ)، شرح معانی الآثار، ج ۱، ص ۳۵، تحقیق: محمد زہری النجار، ناشر: دار الکتب العلمیۃ ـــ بیروت، الطبعۃ: الأولی، ۱۳۹۹م۔

روایات معارض:

ج: وضو میں پیروں کو دھونے والی روایات کے بارے میں تحقیق و تنقید:

مذکورہ روایات کے مقابلے پر کتب اہل سنت بعض دوسری روایات بھی ہیں کہ جن میں آیا ہے کہ امیر المؤمنین علی (ع)، ابن عباس اور عثمان وضو کرتے وقت اپنے پاؤں کو دھوتے تھے۔

۱۔ حضرت علی (ع) کے پاؤں دھونے والی روایات:

روایت اول: ابو حیہ سے نقل ہوئی ہے کہ:

ابن ابی شیبہ کوفی نے لکھا ہے کہ:

حدثنا أبو الأَحْوَصِ عن أبي إِسْحَاقَ عن أَبي حَيَّةَ قال رَأَيْت عَلِيًّا تَوَضَّأَ فَأَنْقَى كَفَّيْهِ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلاَثًا وَ ذِرَاعَيْهِ ثَلاَثًا وَ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَيْهِ إلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قام فَشَرِبَ فَضْلَ وَضُوئِهِ ثُمَّ قال إنَّمَا أَرَدْت أَنْ أُرِيَكُمْ طُهُورَ رسول اللهِ صلى الله عليه و سلم۔

ابو حیہ نے کہا ہے کہ: میں نے علی کو دیکھا کہ وہ وضو کر رہے تھے، دونوں ہاتھوں کو دھویا، پھر تین مرتبہ چہرے اور بازوؤں کو دھویا اور پھر سر کا مسح کیا، پھر دونوں پیروں کو اٹھی ہوئی جگہ تک دھویا پھر کھڑے ہو گئے اور وضو سے بچے ہوئے پانی کو پی لیا اور فرمایا کہ: میں چاہتا تھا کہ رسول خدا کے وضو کرنے کے طریقے کو تمہیں بتاؤں کو وہ ایسے ہی وضو کیا کرتے تھے۔[1]

---

[1] ابن أبي شيبة الكوفي، ابو بكر عبد الله بن محمد (متوفى ۲۳۵ھ)، الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار، ج ۱، ص ۱۶، تحقيق: كمال يوسف الحوت، ناشر: مكتبة الرشد، الرياض، الطبعة: الأولى، ۱۴۰۹ھ۔

روایت پر تنقید:

پہلی و ظاہری نگاہ میں یہ روایت مذکورہ بالا روایات سے تناقض اور تضاد رکھتی ہے، لیکن تناقض کی شرائط میں سے ایک یہ ہے کہ ہر دو روایت معتبر ہوں، حالانکہ یہاں پر اسطرح نہیں ہے، کیونکہ پہلے ذکر شدہ روایات سند کے لحاظ سے معتبر اور صحیح تھیں، لیکن یہ روایات متناقض جو ہم نے ابھی ذکر کی ہیں، وہ قرآن کے ساتھ مخالف ہونے کے ساتھ ساتھ سند کے لحاظ سے بھی ضعیف ہیں۔

اس روایت کی سند میں ایک راوی کو ضعیف کہا گیا ہے۔

ابو اسحاق سبیعی:

اہل سنت کے علمائے علم رجال نے اس راوی کو مدلّس (یعنی جو روایات میں تدلیس اور دھوکہ بازی کرتا ہو،) کہا ہے۔ کیونکہ علم رجال کی نگاہ ایک راوی کا تدلیس کرنا، یہ بہت بڑا عیب ہے، اسلیے اسکی روایت کو قبول نہیں کیا جا سکتا۔

مبارکفوری نے اسکے مدلس ہونے کے بارے میں لکھا ہے کہ:

و من التابعين الذين كانوا موصوفين بالتدليس معروفين به قتادة... و عمرو بن عبد الله السبيعي۔

تابعین میں سے وہ راوی جو جنکو مدلسین میں سے قرار دیا گیا ہے اور وہ تدلیس کرنے میں مشہور و معروف بھی تھے، وہ قتادہ... اور عمرو ابن عبد اللہ ابو اسحاق سبیعی تھے۔[1]

ابن ملقن نے بھی لکھا ہے کہ:

و أبو إسحاق السبيعي كان مدلسًا۔

۱۔ المبارکفوری، أبو العلا محمد عبد الرحمٰن بن عبد الرحیم (متوفی ۱۳۵۳ھ)، تحفۃ الأحوذی بشرح جامع الترمذی، ج ۱، ص ۱۹، دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

ابو اسحاق سبیعی مدلس تھا۔[۱]

مبارکفوری نے متعدد جگہ پر اس سے روایت نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ، وہ مدلس تھا:

قلت فی إسنادہ أبو إسحاق السبیعی و ہو مدلس۔[۲]

ایک دوسری جگہ پر بھی اس کے مدلس ہونے کے بارے میں کہا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ، وہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں اپنی عقل کھو بیٹھا تھا۔

قولہ (حدیث بن عباس حدیث غریب) و فی إسنادہ أبو إسحاق السبیعی و ہو مدلس و رواہ عن عبد اللہ بن سعید بالعنعنة و مع ہذا فقد اختلط بآخرہ۔[۳]

عبد اللہ بن محمد اصفہانی نے اس سے دو روایت کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ:

وہ بہت زیادہ تدلیس کرتا تھا اور اسکی روایات ضعیف ہیں:

بعد دراسة إسناد ہذا الحدیث تبین أنہ بھذا الإسناد ضعیف لأن فیہ أبو إسحاق السبیعی مدلس مکثر من التدلیس۔

اس روایت کی سند کے بارے میں تحقیق کے بعد واضح ہوتا ہے کہ یہ روایت اس سند کے ساتھ ضعیف ہے، کیونکہ اس سند میں ابو اسحاق سبیعی ہے کہ جو مدلس تھا اور بہت زیادہ تدلیس کیا کرتا تھا۔[۴]

۱- الأنصاری الشافعی، سراج الدین أبی حفص عمر بن علی بن أحمد المعروف بابن الملقن، (متوفی ۸۰۴ھ) البدر المنیر فی تخریج الأحادیث و الأثار الواقعة فی الشرح الکبیر، ج ۳، ص ۶۳۴، تحقیق: مصطفیٰ ابو الغیط و عبد اللہ بن سلیمان و یاسر بن کمال، ناشر: دار الہجرة للنشر و التوزیع — الریاض — السعودیة، الطبعة: الاولی، ۱۴۲۵ھ — ۲۰۰۴م۔

۲- تحفة الأحوذی، ج ۳، ص ۷۰۔

۳- تحفة الأحوذی، ج ۳، ص ۵۱۳۔

۴- الأصبہانی، عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن حیان (متوفی ۳۶۹ق)، أخلاق النبی وآدابہ، ج ۱، ص ۳۱۳ ۳۱۶، تحقیق: صالح بن محمد الونیان، دار النشر: دار المسلم للنشر والتوزیع،، الطبعة: الأولی ۱۹۹۸۔

ایک دوسری جگہ اسکی یہ عبارت ہے کہ:

بعد دراسة إسناد ہذا الحدیث تبین أنه بهذا الإسناد ضعيف لأن فيه علی بن عابس ضعفه العلمائ و كذا أبو إسحاق السبيعی مدلس و ہو كثير التدليس و لم يصرح بالسماع۔

اس روایت کی سند کے بارے میں تحقیق کے بعد واضح ہوتا ہے کہ یہ روایت اس سند کے ساتھ ضعیف ہے، کیونکہ اس روایت کی سند میں علی بن عابس ہے اور علمائ نے اسکو ضعیف کہاہے اور اسی طرح ابواسحاق سبیعی ہے کہ جو مدلس تھااور بہت زیادہ تدلیس کیا کرتا تھا۔[1]

البانی وہابی کہ جسکوآج کے وہابی اپنے زمانے کا بخاری کہتے تھے، اس نے ابواسحاق سبیعی والی روایت کی سند کے بارے میں بحث کرتے ہوئے کہاہے کہ:

قلت: وہذا إسناد ضعيف... أما الإسناد؛ فله علتان:

و الأخری: عنعنة أبی إسحاق الهمدانی و اسمه عمرو بن عبد الله السبيعی —؛ فإنه مدلس أيضاً، و قد كان اختلط۔

میں کہتا ہوں کہ: اس روایت کی سند ضعیف ہے.... ضعف سند کے دو سبب ہیں:

ابواسحاق سے یہ روایت معنعن ہے۔ (معنعن یعنی روایت کے راوی نے اس روایت کو اپنے سے پہلے والے راوی سے، لفظ عن سے نقل کیا ہے اور یہ واضح نہیں ہے کہ خود اس راوی نے اس روایت کو سنا ہے یا نہیں) اسکا نام عمروابن عبداللہ سبیعی ہے، کیونکہ وہ مدلس ہے اور وہ اپنی عقل کو بھی کھو بیٹھا تھا۔ (یعنی وہ روایات کے بارے میں بحث کرنے کے قابل نہیں رہاتھا)۔[2]

۱-أخلاق النبی وآدابہ، ج ۳، ص ۷۲۔

۲- الألبانی، محمد ناصر الدين، سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرہا السيئ فی الأمة، ۸/ ۳۰۴، دار النشر: دار المعارف، الرياض — المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولی، سنة الطبع: ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲م۔

علمائے اہل سنت کے نزدیک بھی تدلیس کا حکم واضح ہے کہ :

خطیب بغدادی نے تدلیس کی مذمت میں علمائ کے اقوال کو اس طرح ذکر کیا ہے کہ :

قال شعبة بن الحجاج التدليس أخو الكذب۔ سمعت شعبة يقول التدليس فى الحديث أشد من الزنا و لأن أسقط من السمائ أحب الى من ان ادلس۔ و قال ثنا جدى قال سمعت الحسن بن على يقول سمعت أبا أسامة يقول خرب الله بيوت المدلسين ما ہم عندى الا كذابون۔ حماد بن زيد يقول التدليس كذب۔

شعبہ نے کہا ہے کہ : تدلیس جھوٹ کا بھائی ہے۔ شعبہ سے یہ بھی نقل ہوا ہے کہ : روایات میں تدلیس کرنا، یہ زنا کرنے سے بدتر ہے۔ آسمان سے گرنا میرے لیے، تدلیس کرنے سے زیادہ آسان ہے۔

ابو اسامہ کہتا تھا کہ : خداوند تدلیس کرنے والوں کے گھروں کو ویران کرے، ان کے پاس جھوٹ بولنے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

حماد بن زید کہتا تھا کہ : تدلیس، وہی جھوٹ ہی ہے۔[1]

سند کے ضعیف ہونے کے علاوہ، حتی فرض بھی کریں کہ یہ روایت معتبر ہو تو پھر بھی یہ روایت، ان صحیح روایات کہ جو علی کے وضو میں پیروں کے مسح کرنے کو بیان کرتی ہیں، کے ساتھ تعارض رکھتی ہے۔

روایت دوم: عبد خیر سے نقل ہوئی ہے:

ابن ابی شیبہ نے ایک دوسری روایت کو علی (ع) کے وضو کے بارے میں، اس طرح ذکر کیا ہے کہ :

۱۔ البغدادی، ابو بکر أحمد بن علی بن ثابت الخطیب (متوفی ۴۶۳ھ)، الکفایة فی علم الروایة، ج ۱، ص ۳۵۵، تحقیق: ابو عبد اللہ السورقی، إبراہیم حمدی المدنی، ناشر: المکتبة العلمیة، المدینة المنورة۔

حدثنا شَرِیکٌ عن خَالِدِ بن عَلْقَمَةَ عن عبد خَیْرٍ عن عَلِیٍّ قال تَوَضَّأَ فَمَضْمَضَ ثَلاَثًا وَ اسْتَنْشَقَ ثَلاَثًا من کَفٍّ وَاحِدٍ وَ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلاَثًا ثُمَّ أَدْخَلَ یَدَهُ فی الرَّکْوَةِ فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَ غَسَلَ رِجْلَیْهِ ثُمَّ قال ہذا وضوئ (وضوؤ) نَبِیِّکُمْ صلی الله علیه و سلم۔

عبد خیر بن یزید نے حضرت علی سے نقل کیا ہے کہ: انھوں نے وضو کیا اور تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا، پھر تین مرتبہ اپنے چہرے کو دھویا اور پھر اپنے ہاتھ کو پانی کے برتن میں ڈال کر، اس سے اپنے سر کا مسح کیا اور اپنے پیروں کو دھویا اور پھر فرمایا: تمہارے پیغمبر بھی ایسے ہی وضو کیا کرتے تھے۔[1]

روایت پر تنقید:

جیسا کہ پہلے بیان ہوا کہ اہل سنت کے علمائ جیسے ابن حزم آندلسی نے اعتراف کیا ہے کہ قرآن میں خداوند کا حکم پیروں پر مسح کرنا ہے۔

لہٰذا یہ روایت اولا: قرآن کے حکم کے مخالف ہے، ثانیا: یہ روایت، عبد خیر کی صحیح روایت کے ساتھ بھی تعارض رکھتی ہے، کیونکہ اس روایت میں واضح بیان ہوا تھا کہ علی (ع) وضو میں اپنے پیروں پر مسح کیا کرتے تھے اور دوسری صحیح روایات کہ جو نقل ہوئی، وہ بھی اسی بات کی تائید کرتی ہیں۔

روایت سوم: امام حسین (ع) سے نقل ہوئی ہے:

عبد الرزاق صنعانی نے ایک دوسری روایت اہل بیت سے نقل کی ہے کہ علی وضو میں اپنے پیروں کو دھوتے تھے:

عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِی مَنْ أُصَدِّقُ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ، أَخْبَرَهُ قَالَ: أَخْبَرَنِی أَبِی، عَنْ أَبِیهِ، قَالَ: دَعَا عَلِیٌّ بِوَضُوءٍ فَقُرِّبَ لَهُ " فَغَسَلَ کَفَّیْهِ ثَلاثَ

۱۔ مصنف ابن أبی شیبة، ج ۱، ص ۱۶۔

مَرَّاتٍ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهُمَا فِي وَضُوئِهِ، ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلاثًا، وَ اسْتَنْشَقَ ثَلاثًا، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلاثًا، ثُمَّ الْيُسْرَى كَذَلِكَ، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ مَسْحَةً وَاحِدَةً، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلاثًا، ثُمَّ الْيُسْرَى كَذَلِكَ، ثُمَّ قَامَ قَائِمًا، فَقَالَ لِي: نَاوِلْنِي، فَنَاوَلْتُهُ الإِنَاءَ الَّذِي فِيهِ فَضْلُ وَضُوئِهِ فَشَرِبَ مِنْ فَضْلِ وَضُوئِهِ قَائِمًا فَعَجِبْتُ، فَلَمَّا رَآنِي عَجِبْتُ، قَالَ: لا تَعْجَبْ، فَإِنِّي رَأَيْتُ أَبَاكَ النَّبِيَّ يَصْنَعُ مِثْلَ مَا رَأَيْتَنِي أَصْنَعُ۔

امام حسین (ع) سے نقل ہوا ہے کہ علی (ع) کے وضو کرنے کے لیے پانی لایا گیا۔ انھوں نے وضو کرنے سے پہلے تین مرتبہ اپنے ہاتھوں کو دھویا۔ پھر تین مرتبہ کلی کی، اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا، پھر اسکے بعد تین مرتبہ اپنے چہرے کو دھویا اور اپنے دائیں ہاتھ کو تین مرتبہ کہنی تک دھویا اور بائیں ہاتھ کو بھی اسی طرح دھویا، اور ایک مرتبہ سر کا مسح کیا اور اسکے بعد تین مرتبہ دائیں پاؤں کو اٹھی ہوئی جگہ تک دھویا اور بائیں پاؤں کو بھی اسی طرح دھویا اور پھر کھڑے ہو کر فرمایا: پانی کے برتن کو مجھے دو، میں نے برتن کو انکو دیا تو انھوں نے برتن میں باقی بچا ہو پانی پی لیا۔ میں نے تعجب کیا تو انھوں نے مجھے فرمایا کہ تعجب نہ کرو، کیونکہ میں نے تمہارے بابا رسول خدا (ص) کو دیکھا تھا کہ انھوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔[1]

روایت پر تنقید:

یہ روایت بھی پہلی روایت کی طرح:

اولا: قرآن کے مخالف ہے اور ثانیا: یہ روایت دوسری صحیح روایات کہ جو علی (ع) سے رسول خدا (ص) کے وضو کے بارے میں نقل ہوئیں ہیں، تعارض رکھتی ہے۔

۱۔ الصنعانی، أبو بكر عبد الرزاق بن همام (متوفی۲۱۱ھ)، المصنف، ج ۱، ص ۴۰، تحقیق: حبیب الرحمٰن الأعظمی، دار النشر: المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة: الثانية ۱۴۰۳۔

۲ — ابن عباس کا وضو میں پاؤں کا دھونا:

ابن عباس سے بھی روایت کو نقل کیا گیا ہے کہ وہ بھی وضو میں اپنے پاؤں کو دھوتا تھا:

حدثنا محمد بن عبد الرَّحِيمِ قال أخبرنا أبو سَلَمَةَ الْخُزَاعِيُّ مَنْصُورُ بن سَلَمَةَ قال أخبرنا بن بِلَالٍ يَعْنِي سُلَيْمَانَ عن زَيْدِ بن أَسْلَمَ عن عَطَاءِ بن يَسَارٍ عن بن عَبَّاسٍ أَنَّهُ تَوَضَّأَ فَغسَلَ وَجْهَهُ ثم أَخَذَ غَرْفَةً من مَاءٍ فَمَضْمَضَ بها وَ اسْتَنْشَقَ ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً من مَاءٍ فَجَعَلَ بها هَكَذَا أَضَافَهَا إلى يَدِهِ الْأُخْرَى فَغَسَلَ بِهِمَا وَجْهَهُ ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً من مَاءٍ فَغَسَلَ بها يَدَهُ الْيُمْنَى ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً من مَاءٍ فَغَسَلَ بها يَدَهُ الْيُسْرَى ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً من مَاءٍ فَرَشَّ على رِجْلِهِ الْيُمْنَى حتى غَسَلَهَا ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً أُخْرَى فَغَسَلَ بها رِجْلَهُ يَعْنِي الْيُسْرَى ثُمَّ قال هَكَذَا رأيت رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه و سلم يَتَوَضَّأُ۔

عطائ بن یسار نے کہا ہے کہ: ابن عباس نے وضو کیا، اس نے اپنے چہرے کو دھویا، پھر تھوڑا سا پانی لے کر کلی کی اور پھر ناک میں پانی ڈالا، پھر ایک ہاتھ میں تھوڑا پانی لے کر، اسکو دوسرے بازو پر ڈالا اور دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرے کو دھویا، پھر اس سے تھوڑا پانی لیا اور دائیں بازو کو دھویا اور پھر تھوڑا پانی لے بائیں بازو کو دھویا۔ اسکے بعد اپنے سر کا مسح کیا اور پھر تھوڑے پانی سے دائیں پاؤں کو دھویا اور پھر تھوڑے پانی سے بائیں پاؤں کو دھویا۔ وضو کرنے کے بعد فرمایا: میں نے رسول خدا کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا تھا۔[1]

پہلا جواب:

یہ روایت ابن عباس کی مسح کرنے والی روایات سے تعارض رکھتی ہے۔

۱- البخاري الجعفي، ابو عبد الله محمد بن إسماعيل (متوفی ۲۵۶ھ)، صحیح البخاری، ج ۱، ص ۶۵، تحقیق: د. مصطفیٰ دیب البغا، ناشر: دار ابن کثیر، الیمامة — بیروت، الطبعة: الثانیة، ۱۴۰۷ — ۱۹۸۷۔

ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ اس نے پاؤں کے دھونے کا انکار کیا ہے اور مسح کرنے کو قرآن کے مطابق کہا ہے:

حدثنا بن عُلَيَّةَ عن رَوْحِ بن الْقَاسِمِ عن عبد اللهِ بن مُحَمَّدِ بن عَقِيلٍ عن الرُّبَيِّعِ ابْنَةِ مُعَوِّذِ بن عَفْرَاءَ قالت أَتَانِي بن عَبَّاسٍ فَسَأَلَنِي عن هذا الحديث تَعْنِي حَدِيثَهَا الذى ذَكَرَتْ أنها رَأَتْ النبى صلى الله عليه و سلم تَوَضَّأَ وَ أَنَّهُ غَسَلَ رِجْلَيْهِ قالت فقال بن عَبَّاسٍ أَبَى الناس إِلاَّ الْغَسْلَ وَ لاَ أَجِدُ فى كِتَابِ اللهِ إِلاَّ الْمَسْحَ۔

معوذ بن عفرا کی بیٹی ربیع نے کہا ہے کہ: ابن عباس میرے پاس آیا اور اس روایت کے بارے میں مجھ سے سوال کیا۔ ربیع کا مقصد وہ روایت تھی کہ رسول خدا کو اس نے مشاہدہ کیا کہ انھوں نے پاؤں کو وضو میں دھویا ہے۔ ربیع نے کہا کہ ابن عباس نے کہا کہ لوگ فقط پاؤں کو دھوتے ہیں، حالانکہ میں نے قرآن میں فقط مسح کرنے کو دیکھا ہے۔[1]

اس روایت کی سند بھی معتبر ہے۔ احمد بن ابو بکر کنانی نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ:

هذا إسناد حسن رواه ابن أبي شيبة فى مصنفه۔

۱- إبن أبي شيبة الكوفي، ابو بكر عبد الله بن محمد (متوفى ۲۳۵ه)، الكتاب المصنف فى الأحاديث و الآثار، ج ۱، ص ۲۷، تحقيق: كمال يوسف الحوت، ناشر: مكتبة الرشد — الرياض، الطبعة: الأولى، ۱۴۰۹ه؛ القزويني، ابو عبد الله محمد بن يزيد (متوفى ۲۷۵ه)، سنن ابن ماجه، ج ۱، ص ۱۵۶، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، ناشر: دار الفكر — بيروت۔

اس روایت کی سند حسن ہے کہ اس روایت کو ابن ابی شیبہ نے اپنی کتاب مصنف میں نقل کیا ہے۔[۱]

ابن عباس سے دوسری روایات بھی نقل ہوئی ہیں کہ وہ وضو میں مسح کرنے کے قائل تھے نہ کہ پاؤں کو دھونے کے۔

عبدالرزاق صنعانی نے ایک دوسری روایت کو ایسے نقل کیا ہے کہ:

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ أَوْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: " افْتَرَضَ اللَّهُ غَسْلَتَيْنِ وَ مَسْحَتَيْنِ، أَلا تَرَى أَنَّهُ ذَكَرَ التَّيَمُّمَ؟ فَجَعَلَ مَكَانَ الْغَسْلَتَيْنِ مَسْحَتَيْنِ، وَ تَرَكَ الْمَسْحَتَيْنِ ". قَالَ مَعْمَرٌ: وَ قَالَ رَجُلٌ لِمَطَرٍ الْوَرَّاقِ، مَنْ كَانَ يَقُولُ الْمَسْحُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ؟ قَالَ: فُقَهَاءُ كَثِيرٌ۔

جابر یا عکرمہ نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ:

خداوند نے وضو میں دو دھونے اور دو مسح کرنے کو واجب قرار دیا ہے۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ خداوند نے تیمّم کو ذکر کیا ہے؟ یہ تیمّم دو دھونے اور دو مسح کرنے کی جگہ قرار دیا گیا ہے اور دو مسح کو چھوڑ دیا گیا ہے۔

معمر نے کہا ہے کہ: ایک شخص نے مطر وراق سے کہا کہ: کون پاؤں پر مسح کرنے کا قائل ہے؟ اس نے جواب دیا: بہت سے فقہائ اس مطلب کے قائل ہیں۔[۲]

ایک دوسری روایت میں ابن عباس نے کہا ہے کہ:

عبد الرزاق عن بن جريج قال أخبرني عمرو بن دينار أنه سمع عكرمة يقول قال بن عباس الوضوئ مسحتان و غسلتان۔

۱۔ الکنانی، أحمد بن أبی بکر بن إسماعیل (متوفی ۸۴۰ھ)، مصباح الزجاجة فی زوائد ابن ماجه، ج۱، ص۶۶، تحقیق: محمد المنتقی الکشناوی، دار النشر: دار العربیة بیروت، الطبعة: الثانیة ۱۴۰۳۔

۲۔ مصنف عبد الرزاق، ج۱، ص۱۹۔

عکرمہ نے نقل کیا ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ : وضو میں دو چیزوں کا مسح کیا جاتا ہے اور دو کو دھویا جاتا ہے۔[1]

دوسرا جواب:

اس روایت کا اوپر والی صحیح روایت کے ساتھ تعارض ہونا:

رسول خدا (ص) کے وضو کی شرح کے بارے میں عطائ بن یسار نے ابن عباس سے نقل کیا کہ وہ حضرت وضو میں پاؤں کا مسح کیا کرتے تھے، لیکن یہ تعارض والی روایت کہتی ہے کہ وہ پاؤں کو دھوتے تھے۔ پس یہ دونوں روایات آپس میں معارض ہیں، اور ہم نے ثابت کیا کہ کتاب کے محقق نے بھی اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

ابن عباس کی تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول خدا (ص) وضو میں اپنے پاؤں کا مسح کیا کرتے تھے۔

۳— عثمان کا وضو میں پاؤں کو دھونا:

عثمان سے بھی روایت کو نقل کیا گیا ہے کہ وہ وضو میں اپنے پاؤں کو دھوتا تھا:

حدثنا عبد اللَّهِ حدثنی أبی ثنا یَعْقُوبُ ثنا أبی عَنِ بن إِسْحَاقَ حدثنی محمد بن إبراہیم بن الحرث التیمی عن مُعَاذِ بن عبد الرحمن التیمی عن حُمْرَانَ بن أَبَانَ مولی عُثْمَانَ بن عَفَّانَ قال رأیت عُثْمَانَ بن عَفَّانَ دَعَا بِوَضُوئٍ و ہو علی بَابِ الْمَسْجِدِ فَغَسَلَ یَدَیْهِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ یَدَیْهِ إلی الْمِرْفَقَیْنِ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأَمَرَّ بِیَدَیْهِ علی ظَاہِرِ أُذُنَیْهِ ثُمَّ مَرَّ بِهِمَا علی لِحْیَتِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَیْهِ إلی الْکَعْبَیْنِ۔

---

[1]۔ مصنف عبد الرزاق، ج ۱، ص ۱۹۔

حمران بن ابان کہ جو عثمان بن عفان کا غلام تھا، اس نے کہا ہے کہ : میں نے عثمان کو دیکھا کہ اس نے وضو کے لیے پانی طلب کیا در حالیکہ وہ مسجد کے دروازے پر کھڑا تھا۔ پہلے اس نے ہاتھوں کو دھویا، پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا، پھر اس نے اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا اور پھر دونوں بازو کو کہنیوں تک تین مرتبہ دھویا اور پھر اپنے سر کا مسح کیا اور اپنے ہاتھ کو اپنے کانوں پر پھیرا اور پھر ہاتھوں کو اپنی داڑھی پر پھیرا اور پھر اپنے دونوں پاؤں کو اٹھی ہوئی جگہ تک دھویا۔[1]

ہیثمی نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد، اسکی سند کے راویوں کو موثق کہا ہے :

قلت رواه أحمد و ہو فی الصحیح باختصار و رجاله موثقون۔[2]

روایت پر تنقید:

یہ روایت دوسری روایات کے ساتھ تعارض رکھتی ہے :

یہ روایت، قرآن کے مخالف ہونے کے علاوہ، وہ روایات کہ جن کو ہم نے رسول خدا (ص) کے وضو کے بارے میں بحث کرتے ہوئے بیان کیا تھا، ان کے ساتھ بھی تعارض رکھتی ہے۔

نتیجہ کلی:

کتب اہل سنت کی صحیح روایات کے مطابق، واضح اور ثابت ہو گیا کہ رسول خدا (ص) اور امیر المؤمنین علی (ع) وضو کرتے وقت اپنے پاؤں کا مسح کیا کرتے تھے۔ لیکن وہ روایات کہ جو اس مطلب کے مخالف تھیں، وہ:

اولا: ان میں سے اکثر روایات سند کے لحاظ سے ضعیف ہیں۔

۱۔ مسند أحمد بن حنبل، ج ۱، ص ۶۸۔

۲۔ الہیثمی، ابو الحسن علی بن ابی بکر (متوفی ۸۰۷ ھ)، مجمع الزوائد و منبع الفوائد، ج ۱، ص ۲۲۹، ناشر : دار الریان للتراث، دار الکتاب العربی — القاہرة، بیروت ۱۴۰۷ھ۔

ثانیا: اگران روایات کو صحیح بھی فرض کرلیں تو پھر بھی وہ قرآن اور دوسری صحیح روایات کے ساتھ تعارض رکھتی ہیں اور ان روایات میں صحیح روایات کا مقابلہ کرنے کی بھی طاقت اور قدرت بھی نہیں ہے۔

جالب یہ ہے کہ ان معارض روایات میں سے بعض کو فقط ایک راوی نے ہی نقل کیا تھا، جیسے حمران بن ابان کی روایات کہ جس میں اس نے عثمان کے وضو کو بیان کیا تھا۔

ثالثا: جیساکہ بیان ہواکہ رسول خدا (ص) کے بعض صحابہ جیسے علی (ع)، ابن عباس، تابعین اور اہل سنت کے بہت سے فقہائے وضو میں پاؤں پر مسح کرنے کے قائل تھے۔

اس بنائ پر ہر مسلمان کا دینی اور شرعی فریضہ ہے کہ وہ قرآن اور رسول خدا (ص) اور اہل بیت (ع) کی سنت و سیرت پر عمل پیرا ہو۔